بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۴۹

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ

الفضل ربوہ

یوم چہار شنبہ

The Daily
ALFAZL
RABWAH

ایڈیٹر روشن دین تنویر

قیمت فی پرچہ ۱۲ پیسے

جلد ۵۵/۲۰	۱۲ صلح ۱۳۴۵ ہش ۱۹ رمضان المبارک ۱۳۸۵ھ ۱۲ جنوری ۱۹۶۶ء	نمبر ۱۰

اخبارِ احمدیہ

ـــ ربوہ ۱۱ جنوری۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ

ـــ مسجد دار الرحمت وسطی ربوہ کا سنگِ بنیاد آج سے تین سال قبل مورخہ ۹ نومبر ۱۹۶۳ء کو حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دستِ مبارک سے رکھا تھا۔ اب جبکہ حضرت صاحبزادہ صاحب بفضل اللہ تعالیٰ خلیفۃ المسیح الثالث کی حیثیت سے مسندِ خلافت پر متمکن ہو چکے ہیں۔ اہل محلہ کی درخواست پر آپ نے اس مسجد کا نام حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نام پر "مسجد نصرت" رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کے لئے اس مسجد کو ہر طرح با برکت فرمائے۔ (ملک محمد شفیع نوشہروی صدر محلہ دار الرحمت وسطی ربوہ)

ـــ ربوہ ۱۱ جنوری۔ مبلغ مشرقی افریقہ مکرم چوہدری عنایت اللہ صاحب وہاں پندرہ سال تک فریضۂ تبلیغ ادا کرنے کے بعد کل مورخہ ۱۰ جنوری ۱۹۶۶ء کی شام کو چناب ایکسپریس سے مع اہل و عیال ربوہ واپس تشریف لے آئے۔ تحریکِ جدید کے وکلاء، وکالت تبشیر کے عملہ اور اہلِ ربوہ نے بہت کثیر تعداد میں ریلوے اسٹیشن پر پہنچکر آپ کا پرتپاک خیر مقدم کیا۔ احباب نے آپ کو بکثرت پھولوں کے ہار پہنائے اور باری باری مصافحہ و معانقہ کیا اور پرجوش اسلامی نعرے لگا کر آپ کو نہایت پرخلوص طور پر خوش آمدید کہا۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کا مرکز سلسلہ میں واپس آنا مبارک کرے اور خدمتِ دین کی بیش از پیش توفیق عطا فرمائے آمین

ـــ لاہور (بذریعہ ڈاک) مکرمی حکیم عبد اللطیف صاحب شہید جو نہایت مخلص اور بہت ستعد اور پرجوش احمدی ہیں۔ کئی مفید کتابیں شائع کر چکے ہیں۔ حضرت قمر الانبیاء رضی اللہ عنہ اور حضرت ام مظفر احمد صاحبہ نے اُن کو اپنی طرف سے حج بدل کے لئے مکہ معظمہ بھیجا تھا اُن پر فالج کا حملہ ہوا ہے اور وہ میو ہسپتال لاہور میں داخل کرا دئے گئے ہیں احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

(محمد اسمٰعیل پانی پتی ۱۸۔ رام گلی ۳ لاہور)

ـــ ربوہ ۱۱ جنوری۔ مکرم کیپٹن ڈاکٹر محمد بشارت صاحب کی طبیعت سردی کے شدید احساس اور بعض دیگر عوارض کی وجہ سے آجکل بہت مضمحل رہتی ہے۔ احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مکرم ڈاکٹر صاحب کو صحت عطا فرمائے اور خدمتِ دین کی توفیق سے نوازے۔ آمین

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

سچی خوشی اور خوشحالی دنیا اور دنیا کی چیزوں میں ہرگز نہیں ہے

دنیا کے تمام شعبے دیکھ کر بھی انسان سچا اور دائمی سرور حاصل نہیں کر سکتا

"انسان کو ہر قسم کی کامیابی کے موقعہ پر ایک خوشی ہوتی ہے۔ قرآن شریف سے تین قسم کی خوشیاں۔ لہو۔ لعب۔ تفاخر معلوم ہوتی ہیں۔ لہو میں اشیاء خوردنی شامل ہیں اور لعب میں شادی وغیرہ کی خوشیاں اور تفاخر میں مال وغیرہ کی خوشیاں۔ یہ تین قسم کی خوشیاں ہیں۔ ان سے باہر کوئی خوشی نہیں ہے۔ مگر یاد رکھو کہ یہ کامیابیاں اور یہ خوشیاں دائمی نہیں ہوتیں بلکہ ان کے ساتھ دل لگاؤ گے تو سخت ہرج ہوگا اور رفتہ رفتہ ایک وقت آجاتا ہے کہ ان خوشیوں کا زمانہ تلخیوں سے بدلنے لگتا ہے۔

دنیا کی کامیابیاں ابتلا سے خالی نہیں ہوتیں۔ قرآن شریف میں آیا ہے خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ (پ ۲۹) یعنی موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ ہم تمہیں آزمائیں۔ کامیابی اور ناکامی بھی زندگی اور موت کا سوال ہوتا ہے۔ کامیابی ایک قسم کی زندگی ہوتی ہے۔ جب کسی کو اپنے کامیاب ہونے کی خبر پہونچتی ہے تو اس میں جان پڑ جاتی ہے۔ اور گویا نئی زندگی ملتی ہے اور اگر ناکامی کی خبر آجائے تو زندہ ہی مر جاتا ہے اور بسا اوقات بہت سے کمزور دل آدمی ہلاک بھی ہو جاتے ہیں۔

یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ عام زندگی اور موت تو ایک آسان امر ہے لیکن جہنمی زندگی اور موت دشوار ترین چیز ہے۔ سعید آدمی ناکامی کے بعد کامیاب ہو کر اور بھی سعید ہو جاتا ہے اور خدا تعالےٰ پر ایمان بڑھ جاتا ہے۔ اس کو ایک مزہ آتا ہے جب وہ غور کرتا ہے کہ میرا خدا کیسا ہے اور دنیا کی کامیابی خداشناسی کا ایک بہانہ ہو جاتا ہے۔ ایسے آدمیوں کے لئے یہ دنیوی کامیابیاں حقیقی کامیابی (کا جس کو اسلام کی اصطلاح میں فلاح کہتے ہیں) ایک ذریعہ ہو جاتی ہیں۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ سچی خوشحالی سچی راحت دنیا اور دنیا کی چیزوں میں ہرگز نہیں ہے حقیقت یہی ہے کہ دنیا کے تمام شعبے دیکھ کر بھی انسان سچا اور دائمی سرور حاصل نہیں کر سکتا۔"

(الحکم ۲۴ جون ۱۹۰۱ء)

مسعود احمد ... نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ ... چھپوا کر ... الفضل ...

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۱۲ جنوری ۱۹۶۶ء

صحیح مذہب کے بغیر اقتصادی مسئلہ حل نہیں ہو سکتا

قرآن کریم دیکھنے میں تو ایک چھوٹی سی کتاب ہے مگر جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس میں ہر شے کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ زندگی کے جس پہلو پر بھی مشورہ کیا جائے اس کے متعلق ایسا صحیح لائحہ عمل بتاتا ہے کہ عقل حیران رہ جاتی ہے۔

ہم نے گزشتہ اداریہ میں زندگی کے اقتصادی پہلو کے متعلق کچھ عرض کیا ہے علم الاقتصادیات پر ضخیم مجلدات اتنی بہتات سے موجود ہیں کہ اگر ہر کتاب کا صرف ایک ایک نسخہ ہی لیا جائے اور ان کو جوڑ کر رکھا جائے تو سینکڑوں میلوں تک قطار جا پہنچے۔ مگر ابھی تک یہ مسئلہ تشنہ چلا آتا ہے۔ ابھی تک ہمارے دانشور اس کو حل کرنے میں ناکام ہیں۔ اور جھنجھلا کر ایسی تجاویز پیش کر رہے ہیں۔ جو انسانی فطرت کو مجروح کرنے والی ہیں۔ مثلاً آج کل جو سب سے بڑا حل اس مسئلہ کا ہمارے دانشوروں کو سوجھا ہے وہ خاندانی منصوبہ بندی ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ انسانوں کی پیدائش پر پابندی لگا دی جائے۔ کیونکہ ان لوگوں کی سمجھ میں نہیں آتا کہ انسانی آبادی جب روز بروز نسبتاً افزوں ہو رہی ہے اور رزق کی پیداوار کی رفتار اس کے مقابلہ میں سست ہے تو آئندہ چند سالوں میں آبادی بڑھ جانے سے جو مصیبت دنیا پر آئے گی اس کا کیا علاج ہے۔

قرآن کریم نے اس کے متعلق جو پہلا اصول دیا ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ رزق کا ذمہ دار ہے۔ جس نے یہ مخلوق پیدا کی ہے وہی اس کا رازق رساں بھی ہے وہی رب العالمین ہے۔ یہ سب سے پہلی صفت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی بیان فرمائی ہے۔ اس کے بعد اس تفصیل اس طرح فرمائی ہے کہ وہ رحمٰن ہے اور وہ رحیم ہے۔ یعنی وہ انسان کی پیدائش سے پہلے ہی زندگی قائم رکھنے کے لئے سامان کرتا ہے۔ اور جب انسان زندگی قائم رکھنے کے لئے پوری کوشش کرتا ہے۔ تو اس میں بھی وہی اس کا مددگار ہوتا ہے۔ جو ہستی ماں کے پیٹ میں بچہ کو خوراک پہنچاتی ہے۔ وہی پیدائش سے پہلے ہی ماں کی چھاتیوں میں اس کے لئے دودھ جیسی مقوی غذا بھی مہیا کر دیتا ہے تاکہ جب وہ اس فضا میں سانس لے تو ساتھ ہی اس کو خوراک بھی میسر آ جائے۔

اس طرح اسلام میں سب سے پہلا اقتصادی اصول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جاندار کے رزق کا ذمہ دار ہے اور جو انسان محنت سے رزق حاصل کرتا ہے۔ وہ بھی اللہ تعالیٰ کی مدد سے حاصل کرتا ہے۔ جہاں تک انسان کی محنت سے رزق کے حصول کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ نے انسان کو ہاتھ پیر دیئے ہیں قوت دی ہے۔ اور سب سے بڑھ کر اس کو عقل دی ہے۔ کہ وہ ان خدا داد ہتھیاروں کو کام میں لا کر رزق تلاش کرے۔ اس سے بھی پہلے اس نے وہ تمام سامان مہیا کر دیئے ہیں۔ جن پر محنت کرنے سے انسان رزق حاصل کر سکتا ہے۔ اس نے زمین ایسی بنائی ہے کہ اس سے ہر قسم کی پیداوار حاصل کی جا سکتی ہے۔ پھر اس نے ایسے اصول بتائے ہیں۔ جن پر عمل کرنے سے ایک ایسا معاشرہ جو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھتا ہے ہر قسم کی غذائی تنگی سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

دوسرا بنیادی اصول جو اقتصادی پہلو سے معاشرہ میں توازن رکھنے کے لئے ضروری ہے وہ ممّا رزقناھم ینفقون میں بیان کیا گیا ہے۔ ان چند الفاظ میں یہ ہدایت کی گئی ہے کہ رزق کو ضرورت سے زیادہ جمع نہ کرو۔ بلکہ فالتو رزق کو خرچ کرتے رہو۔ اللہ تعالیٰ دوسری جگہ ایک سوال کے جواب میں کہ کس قدر خرچ کرنا چاہیئے فرماتا ہے "قل العفو" فالتو رزق کو خرچ کرو یعنی اپنی ضرورت کے لئے رکھ کر جس قدر بچے سب خرچ کر دو۔

تیسرا اصول یہ ہے کہ

ان اللہ لا یحب المبذرین

یعنی اللہ تعالیٰ فضول خرچوں کو نہیں چاہتا۔ فضول خرچی میں تمام وہ باتیں شامل ہیں۔ جن میں مال کو اپنی اور قومی ضروریات کے علاوہ محض عیاشی کے لئے صرف کیا جاوے۔

اللہ تعالیٰ نے کمانے والے کے نفس کے حقوق کو بھی نگاہ میں رکھا ہے اور فرمایا ہے کہ ہر قسم کے انفاق کے وقت اپنے نفس کے حقوق کو نظر انداز نہ کرو۔ اور اتنا نہ بخش دو کہ خود دوسروں کے دست نگر بن جاؤ۔

اللہ تعالیٰ نے معاشرہ میں اقتصادی توازن قائم کرنے اور رکھنے کے لئے مزید تفصیلی اصول بھی بیان فرمائے ہیں۔ جن پر اگر دنیا عمل پیرا ہو جائے تو اقتصادی سوال کا حل اتنا مشکل نہیں رہ جاتا۔ اول یہ کہ تقسیم وراثت اس طرح کی گئی ہے کہ رزق غیر ضروری طور پر کسی ایک فرد کے پاس جمع نہیں رہ سکتا۔ تجارت کے ایسے اصول بیان کئے گئے ہیں کہ امارت اور غربت کا جو آج تضاد پیدا ہو گیا ہے پیدا نہیں ہو سکتا۔ احتکار۔ اکتناز۔ قمار بازی اور سود کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔

آج دنیا میں جو کشمکش دیکھی جاتی ہے وہ رزق کی غیر فطری تقسیم کی وجہ سے ہی ہے۔ پہلے تو جاگیرداری نظام مکروہ صورت میں پیدا ہو گیا تھا پھر صنعت و حرفت اور تجارت کے زر اندوزی کے طریقوں نے امیری اور غریبی کے سوال کو زیادہ تلخ کر دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دنیا میں دو گروہ پیدا ہو گئے۔ ایک سرمایہ دار اور دوسرے مزدور۔ جہاں سرمایہ داری کو ہر قسم کی دنیوی نعمتیں حاصل ہیں۔ وہاں انسانوں کی ایک کثیر تعداد دو وقت کی روٹی بھی حاصل نہیں کر سکتی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ اشتراکیت معرض وجود میں آ گئی ہے جو دنیا سے سرمایہ داری کو مٹا کر دولت پر عوام کا تصرف چاہتی ہے۔ اس طرح دانشوروں نے مسئلہ اقتصادیات میں اور الجھنیں پیدا کر دی ہیں۔ اور جنگ و جدل کے لئے ایک اور نہایت تلخ بنیاد قائم کر دی ہے۔ چنانچہ آج جنگ و جدل کا میدان انہی متضاد نظریات کا مرہون منت ہے۔

یہ جنگ و جدل اب ایسے مقام تک پہنچ گیا ہے۔ جہاں کسی نئے انقلاب کی بنیادیں پڑتی ہیں۔ چنانچہ دنیوی لحاظ سے اس کا ایک مظہر یو این او کا قیام ہے۔ مگر یو این او کی رسائی بھی اسی حد تک ہے جس حد تک اشتراکیت کی ہے۔ بے شک یو این او نے بعض مفید اصول پیش کئے ہیں۔ مگر عمل کا خانہ ابھی خالی ہے۔ سلامتی کونسل تو محض بڑی طاقتوں کی جنگ زرگری کا میدان ہے۔ ان اصولوں پر عمل اسی وقت ہو سکتا ہے جب دنیا میں عظیم ذہنی انقلاب رونما ہو۔ اور یہ بغیر صحیح مذہب کے رونما نہیں ہو سکتا۔ اسلام نے جو اقتصادی حل پیش کیا ہے وہ عقلاً بھی بہترین ثابت کیا جا سکتا ہے۔ اور ہمیں یقین ہے کہ زمانے کے دانشور ان اصولوں سے بڑھ کر کچھ نہیں کر سکتے۔ تاہم سوال عمل کا ہے۔ اور وہ سوائے اسلامی جذبہ یعنی تقویٰ اللہ کے ممکن نہیں۔

قطعہ تاریخ مشتمل وصال خلیفہ حضرت امیر جماعت احمدیہ مصلح موعود نور اللہ

ناگہاں کز بہر مومن عیاں شد رنج و غم
چشم گریاں سینہ سوزاں بجہانے زیں الم

آہ بشیر الدین محمود بیگے فیض عمیم
در جماعت پیشوائے ملک و ملت محترم

زد قدم از دار فانی حسب فرمان خدا
چوں بگوشش ارجعی آمد ندا خدا یگاں قلم

چوں سلف خوش یادگارے بے بدل زیر فلک
ہمنوائے پاک بازاں شد خراماں در ارم

حسرتا ز فرقتش ماتم بپا شد سو بسو
چشم تر خیلے شدند از ہند تا عرب و عجم

کز پئے اسلامیان ملک کشمیر سیما
در حقیقت چشمۂ فیضان حق بے کیف و کم

ابر رحمت سایاں بر مضجعش شام و سحر
آمدہ کز قدسیاں نیں کلمۂ نیکو بفہم

بے سر اندیشہ از وصالش ضیاء اینک بگو
بہترین اولیاء در خلد بادا دمبدم

آخری سالم مصرعہ سے تاریخ وصال حضرت صاحب بصنعت تخرجہ جو کہ اسی شعر کے مصرعہ اول سے بے سر اندیشہ کا حرف الف ہے ۱۳۸۵ھ برآمد ہوتا ہے۔

مفتی ضیاء الدین ضیاء
مفتی اعظم کشمیر

مغربی تہذیب کا بڑھتا ہوا اثر اور جماعت احمدیہ کی ذمہ داریاں

تقریر محترم مرزا عبد الحق صاحب ایڈووکیٹ - بر موقع جلسہ سالانہ ۱۹۶۵ء

(قسط ۲)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات

اس زمانہ میں مغربی تہذیب کے غلبہ اور اس کے علاج کے لئے عیسےٰ ابن مریمؑ کے آنے کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"اب سمجھنا چاہیئے کہ چونکہ مقدّر تھا کہ آخری زمانہ میں نصاریٰ اور یہود کے خیالاتِ باطلہ زہر ہلاہل کی طرح تمام دنیا میں سرایت کر جائیں گے اور نہ ایک راہ سے بلکہ ہزاروں راہوں سے ان کا بد اثر لوگوں پر پہنچے گا اور اس زمانہ کے لئے پہلے سے احادیث میں خبر دی گئی تھی کہ عیسائیت اور یہودیت کی بُری خصلتیں یہاں تک غلبہ کر لیں گی کہ مسلمانوں کی وضع، شکل یہود و نصاریٰ سے مشابہ ہو جائیں گی۔ اور جو عادتیں یہود اور نصاریٰ کو پہلے ہلاک کر چکی ہیں وہی عادتیں اسباب تاثیر کے پیدا ہو جانے کی وجہ سے مسلمانوں میں آ جائیں گی۔ یہ اس زمانہ کی طرف اشارہ ہے کہ جب عیسائی سوسائٹی جو یہودیت کی صفتیں بھی اپنے اندر رکھتی ہے عام طور پر مسلمانوں کے خیالات مسلمانوں کے عادات، مسلمانوں کے لباس مسلمانوں کی طرزِ معاشرت پر اپنے جذبات کا اثر ڈالے سو در اصل وہ یہی زمانہ ہے جس سے روحانیت بکلی دور ہو گئی ہے۔ خدا تعالےٰ کو منظور تھا کہ اس زمانہ کے لئے کوئی ایسا مصلح بھیجے جو یہودیت اور عیسائیت کی زہرناک خصلتوں کو مسلمانوں سے مٹا دے۔ پس اسنے ایک مصلح ابن مریم کے نام پر بھیج دیا۔ تا معلوم ہو کہ جن کی طرف وہ بھیجا گیا ہے وہ بھی یہودیوں اور عیسائیوں کی طرح ہو چکے ہیں سو جہاں یہ لکھا ہے کہ تم میں ابن مریم اترے گا وہاں صریح اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس وقت تمہاری ایسی حالت ہو گی جیسی مسیح ابن مریم کے مبعوث ہونے کے وقت یہودیوں کی حالت تھی بلکہ یہ لفظ اسی اشارہ کی غرض سے اختیار کیا گیا ہے تا ہر یک کو خیال آ جائے کہ خدا تعالےٰ نے پہلے ان مسلمانوں کو جن میں ابن مریم کے آنے کا وعدہ دیا تھا یہودی ٹھہرا لیا۔ افسوس کہ ہمارے علماء میں سے اس اشارہ کو کوئی نہیں سمجھتا۔ اور یہودیوں کی طرح صرف ظاہر لفظ کو پکڑ کر بار بار یہی بات پیش کرتے ہیں کہ سچ مچ مسیح ابن مریم کا آنا ضروری ہے۔ وہ ذرہ خیال نہیں کرتے کہ اگر کسی کو کہا جائے کہ تُو فرعون کی طرح بگڑ گیا ہے اب تیرے درست کرنے کے لئے موسیٰ آئے گا تو کیا اس عبارت کے یہ معنے ہوں گے کہ سچ مچ موسیٰ رسول اللہ جس پر توریت نازل ہوئی تھی پھر زندہ ہو کر آ جائیں گے۔ ظاہر ہے کہ ہرگز یہ معنے نہیں ہوں گے بلکہ ایسے قول سے مراد یہ ہو گی کہ مثیل موسیٰ تیرے درست کرنے کے لئے آئے گا سو اسی طرح جاننا چاہیئے کہ احادیث نبویہ کا لب لباب اور خلاصہ یہ ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب تم آخری زمانہ میں یہودیوں کی طرح چال چلن خراب کر دو گے تو تمہارے درست کرنے کے لئے عیسیٰ ابن مریم آئے گا یعنی جب تم اپنی شرارتوں کی وجہ سے یہودی بن جاؤ گے تو میں بھی عیسیٰ ابن مریم کسی کو بنا کر تمہاری طرف بھیجوں گا اور جب تم اشد سرکشیوں کی وجہ سے سیاست کے لائق ٹھہر جاؤ گے تو محمد بن عبد اللہ ظہور کرے گا جو مہدی ہے۔ واضح رہے کہ یہ دونوں وعدے کہ محمد بن عبد اللہ آئے گا یا عیسیٰ ابن مریمؑ آئے گا دراصل اپنی مراد مطلب میں مشکل ہیں۔ محمد بن عبد اللہ کے آنے سے مقصود یہ ہے کہ جب دنیا ایسی حالت میں ہو جائیگی جو اپنی درستی کے لئے سیاست کی محتاج ہو گی تو اس وقت کوئی شخص مثیل محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہو کر ظاہر ہو گا اور یہ ضرور نہیں کہ درحقیقت اس کا نام محمد بن عبد اللہ ہو بلکہ احادیث کا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کے نزدیک اس کا نام محمد بن عبد اللہ ہو گا۔ کیونکہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مثیل بن کر آئے گا۔ اسی طرح عیسےٰ ابن مریم کے آنے سے مقصود یہ ہے کہ جب عقل کی بد استعمالی سے دنیا کے لوگ یہودیوں کے رنگ پر ہو جائیں گے اور روحانیت اور حقیقت کو چھوڑ دیں گے اور خدا پرستی اور حبّ الٰہی دلوں سے اُٹھ جائے گی تو اس وقت وہ لوگ اپنی روحانی اصلاح کے لئے ایک ایسے مصلح کے محتاج ہوں گے جو روح اور حقیقت اور حقیقی نیکی کی طرف ان کو توجہ دلاوے اور جنگ اور لڑائیوں سے کچھ واسطہ نہ رکھے۔ اور یہ منصب مسیح ابن مریم کے لئے مسلّم ہے کیونکہ وہ خواص ایسے کام کے لئے آیا تھا۔ اور ضرور نہیں کہ آنے والے کا نام درحقیقت عیسیٰ بن مریمؑ ہی ہو بلکہ احادیث کا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کے نزدیک قطعی طور پر اس کا نام عیسےٰ بن مریمؑ ہے جیسے یہودیوں کے نام خدا تعالےٰ نے بندر اور سؤر رکھے اور فرما دیا وجعل منھم القردۃ والخنازیر ایسا ہی اسنے اس امّت کے مفسد طبع لوگوں کو یہودی ٹھہرا کر اس عاجز کا نام ابن مریم رکھ دیا اور اپنے الہام میں فرما دیا جعلناك المسیح ابن مریم"

(ازالہ اوہام صفحہ ۵۳۷ تا صفحہ ۵۴۰ طبع اوّل)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ پیشگوئیوں کے مطابق یہ زمانہ یاجوج ماجوج یا دجال کے خروج اور اس کی تہذیب کے پھیلنے کا زمانہ ہے۔ دجال کے کچلنے اور اسکی تہذیب کو نابود کرنے اور اسکے مقابل میں اسلام کو غالب کرنے کے لئے مسیح موعودؑ نے آنا تھا اور مسیح موعودؑ اور اسکی جماعت کے ہاتھوں یہ عظیم الشان کام سرانجام دیا جانا تھا۔ اس غلبہ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"اے تمام لوگو سُن رکھو کہ یہ اسکی پیشگوئی ہے جسنے زمین و آسمان بنایا وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دیگا اور حجّت اور بُرہان کے رو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہو گا جو عزّت کے ساتھ یاد کیا جائے گا خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اسکے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا۔ اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آ جائے گی۔ اگر اب مجھ سے ٹھٹھا کرتے ہیں تو اس ٹھٹھا سے کیا نقصان۔ کوئی نبی نہیں جس سے ٹھٹھا نہیں کیا گیا۔ پس ضرور تھا کہ مسیح موعودؑ سے بھی ٹھٹھا کیا جاتا جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے یا حسرۃً علی العباد ما یاتیھم من رّسول الّا کانوا بہٖ یستھزءُون ... ... پس تم خوش ہو اور خوشی سے اچھلو کہ خدا تمہارے ساتھ ہے۔ اگر تم صدق اور ایمان پر قائم رہو گے تو فرشتے تمہیں تعلیم دیں گے اور آسمانی سکینت تم پر اُترے گی اور روح القدس سے مدد دئے جاؤ گے۔ اور خدا ہر ایک قدم میں تمہارے ساتھ ہو گا اور کوئی تم پر غالب نہیں ہو سکے گا۔"

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۱ تا ۶۵)

یہ پیشگوئیاں ہمارے اندر ایک زبردست یقین پیدا کرتی ہیں کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے اسلام کو روحانی اور معاشرتی غلبہ ضرور دے گا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کا سیاسی غلبہ بھی ہو گا۔ اس کی بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک ہاتھوں سے رکھ دی گئی۔ آپؑ کے ذریعے اسلام کی تائید میں ظاہر ہونے والے خدائی نشانوں اور روشن دلائل کا کوئی مقابلہ نہ کر سکا اور سب کو اپنا سر جھکانا پڑا۔ اسکی تکمیل آپکی جماعت کے ذریعہ مقدر ہے۔ مغربی تہذیب کے مقابل میں اسلامی تہذیب کو فائق یا غالب کرنا اسی تکمیل کا حصّہ ہے۔ جب تک ہم اپنے عمل میں اسلام کی پاکیزہ تصویر کو اور اسکی معاشرتی خوبیوں کو ظاہر نہیں کریں گے اس وقت تک وہ دنیا کو نظر نہیں آئیں گی اور نہ ہی وہ مغربی تہذیب کو چھوڑ کر اسے اختیار کرنے کے لئے تیار ہو گی۔

اللہ تعالیٰ کا بتایا ہوا علاج

جیسا کہ میں نے بتایا ہے مغربی تہذیب کی بنیاد مادیت پر ہے۔ یعنی روحانی قدروں کا فقدان اور خالص دنیوی زندگی کی طرف نگاہ، اور اس کی آسائشوں کا فکر۔ اُن آیات میں جن کی میں نے ابتداء میں تلاوت کی ہے جہاں انسان کی کمزوریوں کا ذکر کیا گیا ہے وہاں اس کا علاج بھی بتایا ہے۔ ان میں اللہ تعالےٰ نے مادیت کی نسبت بہتر زندگی کی طرف توجہ

دلاتی ہے اور اسکے حاصل کرنیکے طریق بتائے ہیں اسکے سمجھنے کے بعد ہی انسان مادیت سے بچ سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :-

قل أؤنبئکم بخیرٍ من ذالکم
للذین اتقوا عند ربھم جنّٰت
تجری من تحتھا الانھار خالدین
فیھا وازواج مطھرۃ ورضوان
من اللہ ۔ واللہ بصیرٌ بالعباد
الذین یقولون ربنا اننا آمنّا
فاغفرلنا ذنوبنا وقنا عذاب النار
الصابرین والصادقین والقانتین
والمنفقین والمستغفرین
بالاسحار۔ شھد اللہ انہ
لا الٰہ الّا ھو۔ والملائکۃ
واولوا العلم قائماً بالقسط۔
لا الٰہ الّا ھو العزیز الحکیم۔

یعنی کیا میں اس ورلی اور مادی زندگی سے بہتر چیز کی تمہیں خبر دوں۔ ان لوگوں کے لئے جو تقوےٰ اختیار کرتے ہیں ان کے رب کے پاس باغات ہوں گے جن میں نہریں جاری ہوں گی، اور ان میں وہ ہمیشہ ہمیش رہیں گے (یعنی وہ دنیا کی طرح عارضی ٹھکانا نہیں ہوگا) ان میں ان کے لئے پاکیزہ بیویاں ہوں گی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ انہیں اللہ تعالےٰ کی رضامندی حاصل ہو گی اللہ اپنے بندوں کو خوب دیکھتا ہے۔ وہ بندے وہ ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے رب ہم ان سب باتوں پر ایمان لائے جو آپ نے اپنے رسولؐ کے ذریعے بتائیں۔ اس ایمان لانے کے بعد ہم نے اپنی طرف سے عمل کی بھی کوشش کی لیکن ہم سے بہت کوتاہیاں ہوئیں اور گناہ سرزد ہوئے۔ تو ہماری کوتاہیوں کو معاف فرما اور ہمارے گناہوں کو بخش اور ہمیں دوزخ کی آگ سے بچا جو ان کوتاہیوں اور گناہوں کا نتیجہ ہوتا ہے۔

آگے فرماتا ہے میرے وہ بندے صبر کرنیوالے ہیں یعنی دنیا کے لحاظ سے ان کے دلوں میں ایک ٹھنڈک پیدا ہو جاتی ہے اور وہ اسکے پیچھے ہلکے کتوں کی طرح نہیں پڑتے بلکہ نیکی پر قائم ہو کر بدیوں سے بچتے ہیں اور خدا تعالےٰ کی خاطر تنگی اور ترشی کو برداشت کرتے ہیں اور ملال ظاہر نہیں کرتے۔ گویا ان کا دل آرام پر دنیا نہیں بلکہ اللہ تعالےٰ کی رضا جوئی ہے خواہ وہ ظاہری رنگ میں مبتلائے آلام ہی نظر آئیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

حریص غربت و عجزم ازاں روزیکہ دانستم
کہ جادر خاطر ش باشد دل مجروح غربت را

یعنی میں غربت اور عجز کا حریص ہوں اس روز سے جبکہ میں نے جانا کہ اسکے دل میں جگہ اسی کو ملتی ہے جو غربت کا مجروح ہو۔

صبر کے لغوی معنے روکنے کے ہیں۔ بدیوں سے رک کر نیکی پر قائم ہونا صبر ہے اور مصائب اور مشکلات کے وقت جزع فزع سے بچنا بھی صبر ہے۔ ان تینوں معنوں میں ہی یہ لفظ قرآن کریم میں استعمال ہوا ہے۔ یعنی بدیوں سے اپنے آپ کو روکنا۔ نیکی پر استقلامت اختیار کرنا اور مصائب اور مشکلات کے وقت جزع فزع نہ کرنا۔ جبتک انسان کے اندر صبر پختہ نہیں ہوتا وہ نیکی کے راستہ کی تنگی برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ نہ ہی وہ دنیا کی حرص و آز کو چھوڑ سکتا ہے۔ یہ ثمرات صبر کے ہی ہیں۔ صبر انسان کو ہر قسم کی تنگی اور مشکلات اور مصائب برداشت کرنے کے لئے تیار کر دیتا ہے۔ وہ دنیا کی آسائشوں کو دیکھتے ہوئے بھی ان کی طرف راغب نہیں ہوتا اور اللہ تعالےٰ کی رضامندی کی طرف دوڑتا ہے۔

اس سے پہلی آیت میں بتایا تھا کہ تقویٰ اختیار کرنے کے بعد انسان اللہ تعالےٰ کے ان عباد میں داخل ہو جاتا ہے جن کو اللہ تعالےٰ اپنے قرب میں جگہ دے گا۔ ان تقویٰ اختیار کرنیوالوں کی صفات بیان فرماتا ہے جن میں سے پہلی صفت صبر بتائی ہے۔ درحقیقت جسنے دنیا کے لحاظ سے صبر کیا اور اپنے رب کی طرف ہی دیکھا اس نے سب کچھ پا لیا۔

ان کی دوسری صفت بیان فرماتا ہے کہ وہ صادق ہوتے ہیں جو منہ سے کہتے ہیں بعینہ اسی طرح کر کے دکھا دیتے ہیں مسلمانوں کی حالت اسی وقت خراب ہوئی جب انہوں نے کہا کچھ اور کیا کچھ۔ کبر مقتاً عند اللہ ان تقولوا مالا تفعلون (سورہ صف) یعنی اللہ تعالےٰ کو یہ بات شدید ناپسند ہے کہ تم وہ کہو جو تم کرتے نہیں۔ صادق کی کیفیت مختلف ہوتی ہے۔ وہ جو کچھ کہہ رہا ہوتا ہے اسکے دل کی گہرائیوں میں سے نکل رہا ہوتا ہے۔ وہ جب لا الٰہ الّا اللہ کہتا ہے تو فی الحقیقت اس کے اندر سے سب بُت نکل جاتے ہیں اور صرف خدائے واحد رہ جاتا ہے۔ جب وہ الحمد للہ کہتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا اور کسی میں کوئی ذاتی خوبی نظر نہیں آتی بلکہ وہ سب اللہ تعالےٰ سے نکلی ہوئی نظر آتی ہیں۔ جب وہ اسلام کا دعوےٰ کرتا ہے تو واقعی کامل فرمانبرداری کا راستہ اختیار کرتا ہے۔ اس سے کسی طور سے بھی روگردانی نہیں کرتا۔ جب وہ نبی کی اطاعت کا دعویدار ہوتا ہے تو باقی سب چیزوں کو اس پر قربان کر دیتا ہے اور اپنے نفس اور اس کی خواہشات کے خلاف بھرپور قدم اٹھاتا ہے۔ اسکی سچائی کو دنیا میں ظاہر کرنے کے لئے اسکی تعلیم کو اپنے نمونہ میں ظاہر کرتا ہے تب دوسرے لوگ بھی سمجھ جاتے ہیں کہ واقعی وہ سچا نبی ہے۔ سو صدق ہر چیز کو اس سچائی پر قربان کروا دیتا ہے جسے وہ اختیار کرتا ہے۔ صادق ہونا بڑا مشکل ہے لیکن صادق ہونے کے بعد انسان کامل طور پر اس خدا کا ہو جاتا ہے اور ہمیشہ کی جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ صبر اسکا پہلا مرحلہ ہے اور صدق دوسرا۔

ان کی تیسری خوبی قانتین بتائی ہے یعنی فرمانبردار۔ یہ درحقیقت صبر اور صدق کا ایک لازمی نتیجہ ہے۔ قانت ہونا انسان کو ایسا بنا دیتا ہے کہ اس کا کوئی قدم منشائے الٰہی کے خلاف نہیں اٹھتا۔

ان کی چوتھی خوبی المنفقین بیان فرمائی ہے یعنی وہ اللہ تعالےٰ کے راستہ میں اپنا وقت۔ اپنا آرام۔ اپنی عزت۔ اپنی جان غرضیکہ اپنا سب کچھ خرچ کرنے والے ہوتے ہیں۔ یہ بھی صبر اور صدق کا ایک ضروری نتیجہ ہے جو ان کے پرکھنے کے لئے بیان کیا گیا ہے۔ صدق ہی یہ جذبہ پیدا کرتا ہے کہ جو کچھ بھی ہو وہ اللہ تعالےٰ کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے خرچ کر دیا جائے۔ صدق رکھنے والا ان دو چیزوں میں کوئی نسبت نہیں دیکھتا۔ کجا انسان کی جان اور مال اور کجا اس خدائے عظیم کی خوشنودی۔ ان چیزوں کی اسکے مقابلہ میں حیثیت ہی کیا ہے۔ اگر ان کو خرچ کرنے سے وہ خدا مل سکتا ہے تو اس سے سستا سودا اور کونسا ہو سکتا ہے بلکہ ان کے خرچ کے بعد بھی ایسے شخص کا دل اس خوف سے بھرا رہتا ہے کہ اس قربانی میں کوئی کمی رہ گئی ہو جس کی وجہ سے وہ گوہر مقصود کے پانے سے قاصر رہ جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیا ہی خوب فرماتے ہیں :-

اسے دے چکے مال و جاں بار بار
ابھی خوف دل میں کہ ہیں نابکار

یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ انفاق میں اللہ تعالےٰ کی ہر دی ہوئی نعمت اور طاقت کا خرچ کرنا داخل ہے مال، صحت۔ آسائش و آرام۔ عزت جان اور انسانی جسم کی سب طاقتیں اس خرچ کرنے میں شامل ہیں۔

ان کی پانچویں صفت المستغفرین بالاسحار ہے۔ یعنی وہ سحری کے وقت میں اُٹھ اُٹھ کر اپنے رب کے حضور اپنی کمزوریوں۔ اپنی نااہلیوں اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہیں اور اس سے معافی چاہتے ہیں۔ وہ خوب جانتے ہیں کہ انسان سے کس قدر کمزوریوں کا اظہار ہوتا ہے۔ اس کے اندر کئی قسم کے نالائق جذبات اور خیالات پیدا ہوتے ہیں۔ اس سے کئی ناپسندیدہ فعل سرزد ہوتے ہیں۔ اس سے کئی غفلتیں ہو جاتی ہیں۔ جو چستی جو توجہ۔ جو کوشش۔ جو تگ و دو اللہ کی رضا جوئی کے لئے چاہیئے اس میں بسا اوقات کمی رہ جاتی ہے۔ جو علیحدگی نفس کی ناپاک خواہشات سے ضروری ہے اس میں فرق رہ جاتا ہے۔ جو اقدام نیکی کی طرف چاہیئے اس میں کوتاہی ہو جاتی ہے۔ کسی حاکم کو راضی کرنے کے لئے کیا کچھ نہیں کرنا پڑتا۔ پھر اس احکم الحاکمین کی رضامندی کے لئے کیا کچھ نہیں ہونا چاہیئے۔ انسان کے اندر ایک آگ کی ضرورت ہے تیز رفتاری کی ضرورت ہے ہر قربانی کی ضرورت ہے۔ ان میں جو کمی رہ جاتی ہے وہ سب گناہ ہیں جن کی بخشش طلب کرنے کے لئے وہ اپنے رب کے آستانہ پر گرتا اور اپنی آنکھوں سے آنسو بہاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک دعا کیا پیاری ہے اور کیا آئینہ ہے پاکیزہ جذبات کا۔ حضور علیہ السلام ان الفاظ کے ساتھ اپنے رب کے حضور گرتے ہیں :-

"اے میرے محسن اور اے خدا میں ایک تیرا ناکارہ بندہ پُرمعصیت اور پُرغفلت ہوں۔ تُو نے مجھ سے ظلم پر ظلم دیکھا اور انعام پر انعام کیا۔ اور گناہ پر گناہ دیکھا اور احسان پر احسان کیا۔ تُو نے ہمیشہ میری پردہ پوشی کی اور اپنی بے شمار نعمتوں سے مجھے متمتع کیا۔ سو اب بھی مجھ نالائق اور پر گناہ پر رحم کر اور میری بیباکی اور ناسپاسی کو معاف فرما اور مجھ کو میرے اس غم سے نجات بخش کہ بجز تیرے اور کوئی چارہ گر نہیں۔ آمین ثم آمین"

سچ تو یہ ہے کہ ان جذباتِ تذلل اور عجز او کوتاہیوں کے اعتراف کے بغیر کام نہیں بنتا اور انسان متقیوں میں داخل نہیں ہوتا۔

آگے فرماتا ہے شھد اللہ انہ لا الٰہ الّا ھو والملائکۃ واولوا العلم قائماً بالقسط۔ لا الٰہ الّا ھو العزیز الحکیم یعنی اللہ تعالےٰ کے لئے واقعی یہ خوبیاں پیدا ہوتی چاہئیں۔ وہی اس لائق ہے کہ اسکے ساتھ سب سے زیادہ محبت کی جائے۔ وہی اس لائق ہے کہ سب سے زیادہ اس سے ڈرا جائے۔ اور وہی اس لائق ہے کہ اس کے ساتھ امیدیں وابستہ کی جائیں۔ اِلٰہ میں یہ تینوں باتیں آتی ہیں۔ یعنی محبت ہو تو اسی کے ساتھ۔ خوف ہو تو اسی کا اور امید ہو تو اسی سے۔ سو اسکی الوہیت تقاضا کرتی ہے کہ اسکے بندوں میں وہ صفات پیدا ہوں جو اوپر بیان کی گئی ہیں۔

آگے فرماتا ہے فرشتوں کی بھی یہی گواہی ہے اور ان اہلِ علم کی بھی یہی گواہی ہے جو انصاف پر قائم ہیں کہ اس خدا کے سوا کوئی الٰہ نہیں۔ وہ غالب ہے اور حکمت والا ہے۔ اسی کا تعلق حقیقی غلبہ عطا کرتا ہے لیکن اسکی حکمت کا یہ بھی تقاضا ہے کہ اس غلبہ کے راستہ میں مشکلات بھی حائل ہوں جن کو دور کرنا پڑے تو انسان ثواب کا مستحق ٹھہرے۔ تقویٰ یعنی نفس اور اسکی پلیدیوں سے بچنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے یہ راستہ بتایا ہے اسکے بغیر مادیت اسکے اندر سے دور نہیں ہوتی اور وہ ان مادی چیزوں کی طرف خوب رغبت رکھتا ہے جن کا اللہ تعالےٰ نے ان آیات سے پہلے ذکر فرمایا ہے۔ اور وہی چیزیں مغربی تہذیب کی جڑ اور اسکی بنیاد ہیں۔ انہی لذتوں کو حاصل کرنے کے لئے مغربی تہذیب ہے۔ اگر انسان ان سے فارغ ہو جائے تو تہذیب اسے گندی اور قابلِ نفرت آنی شروع ہو جاتی ہے۔

(باقی)

سیدنا حضرت فضل عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال پر اور خلافت ثالثہ کے قیام پر

بلاد عربیہ کے احمدی احباب کے خطوط

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رحلت پر اور خلافت ثالثہ کے قیام پر بلاد عربیہ کے احمدی احباب نے جو خطوط سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں لکھے ہیں ان میں سے بعض کا اردو ترجمہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔

(ناظر اصلاح و ارشاد)

(۱)

مکرم سید منیر الحصنی صاحب امیر جماعت احمدیہ دمشق نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں جو خط تحریر فرمایا اس کا اردو ترجمہ یہ ہے:۔

اس سے قبل میں حضور کی خدمت میں دو بیعت فارم ارسال کر چکا ہوں۔ ایک بیعت فارم تو جماعت دمشق کے مرد و زن کی طرف سے ہے اور دوسرا فارم حمص (شام) کے احمدیوں کا ہے۔ اس کے علاوہ میں نے لبنان اور شرق الاردن کے احمدیوں کو بھی تجدید بیعت کے لئے تحریر کیا ہے۔ ان کے جواب آنے پر آپ کی خدمت میں یہ بیعت فارم ارسال کر دئے جائیں گے۔ میں اللہ تعالیٰ کے حضور آپ کے لئے دعا کرتا ہوں کہ آپ کے زمانہ خلافت میں اللہ تعالیٰ عربوں کے قلوب کو کھولے تاکہ وہ بھی اسلام کی اشاعت اور تبلیغ میں جماعت کی مدد کریں۔

بالآخر میں حضور سے جماعت دمشق کے تمام دوستوں کی طرف سے دعا کی درخواست کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی ہمیشہ تائید فرماتا رہے اور اکناف عالم میں اللہ تعالیٰ آپ کی نصرت فرمائے۔

(۲)

مکرم السید ابو الفرج الحصنی دمشق سے رقمطراز ہیں:۔

حضرت امیر المومنین الخلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات سے ہمارے دلوں کو انتہائی تکلیف اور غم ہوا اور یہ وہ تکلیف ہے جس نے ہر احمدی پر المناک اثر کیا ہے۔ جماعت دمشق کو بالخصوص انتہائی حزن و غم ہوا ہے کیونکہ جماعت دمشق حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا براہ راست لگایا ہوا پودا ہے۔ جس کو آپ کے مبارک ہاتھوں نے ہی لگایا تھا اور اس کو آپ کی خاص توجہ اور روحانیت نے سیراب کیا تھا۔ چنانچہ یہ پودا پھلا اور پھولا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے متعلق یہ فرمایا تھا۔ کہ "قومیں اس سے برکت پائیں گی۔" ہم نے آپ کی دعا کی برکت اور توجہ سے فیض الٰہی حاصل کیا مجھے اچھی طرح سے یاد ہے کہ میں نے جب کبھی کبھی حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دعا کی درخواست کی تو میں نے اس کی قبولیت کے آثار روحانی اور مادی لحاظ سے واضح طور پر محسوس کئے اور خدائی وحی آپ کے حق میں بالکل سچی ہے۔

"نور آتا ہے نور جس کو خدا نے
اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح
کیا۔"

آہ! مجھے اس عظیم الشان امام کی وفات پر انتہائی صدمہ ہے۔ مجھے خدا تعالیٰ سے امید تھی کہ اللہ تعالیٰ مجھے کسی وقت دار الہجرت یا قادیان میں اس امام ہمام رضی اللہ عنہ کی ملاقات کا موقع عنایت فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ سے میں ہمیشہ یہ دعا کرتا رہتا ہوں کہ وہ مجھے بعثت ثانیہ کے مرکز کی زیارت نصیب کرے تاکہ میں آپ کے مبارک چہرہ کو بھی دیکھ سکوں جس خدا نے آپ کو دعوت اسلام اور اس کے جھنڈے کو بلند کرنے کے لئے منتخب فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے اور ہمیں توفیق دے کہ ہم اس کام میں آپ کے ساتھ تعاون کریں۔

میں آپ کے حضور محبت اور عقیدت کے جذبات پیش کرتا ہوں۔ آپ جماعت دمشق کے لئے خاص توجہ سے دعا فرمائیں۔ نیز آپ سے درخواست ہے کہ میرے ازدیاد ایمان کے لئے دعا فرمائیں۔

فلسطین سے محمود احمد عبد القادر عودہ اپنے اخلاص کا اظہار کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں ——— "میرے آقا! امام ہمام خلیفہ ثانی کی وفات سے انتہائی صدمہ ہوا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

اس صدمہ میں ہمارے جذبات و احساسات آپ کے ساتھ ہیں بلاشبہ یہ فاجعہ عظیمہ اور خسارہ ہے۔ میرے آقا آپ کے حضور اور آپ کے جملہ افراد خاندان مبارک اور بالعموم تمام جماعت کے سامنے ہم دل سے تعزیت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضور رضی اللہ عنہ کو سدرۃ المنتہیٰ میں مقام عطا فرمائے۔ آمین۔ نیز دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ آپ کی خاص نصرت فرمائے اور آپ کے زمانہ خلافت راشدہ میں اسلام اور احمدیت کا غلبہ ہو۔ آمین

میرے پیارے آقا میں اپنے جذبات محبت و عقیدت کا اظہار چند اشعار میں کرتا ہوں:

۱۔ صدمہ بہت بڑا ہے۔ افکار پریشان ہیں جو مصیبت قضاء و قدر لاتی ہے

۲۔ یہ حادثہ عظیمہ ہر مصیبت سے فوقیت لے گیا ہے اس مصیبت نے دلوں کو زخمی کر دیا ہے اور عقل پریشان کر ڈالا ہے۔

۳۔ ہم اپنے امام کی وفات سے تکلیف میں ہیں ہاں وہ امام جو دین اسلام کے لئے بطور شعار کے تھا۔

۴۔ فضل ربانی اس کے شامل حال تھا۔ وقار شیریں زبانی اور عفو کا مالک تھا۔

۵۔ آپ خدا کی طرف سے تائید یافتہ تھے پاکیزہ اور کامیاب تھے اور بابرکت تھے آپ شاندار نور تھے۔

۶۔ وہ خدائے رحمان کا ایک نشان تھے۔ جو ہمیں خدا تعالیٰ کی طرف سے دئے گئے۔ ہمارے اس زمانہ میں وہ مجسم ہدایت اور منارۂ اسلام تھے

۷۔ آپ میں جملہ مکارم اور فضائل اکٹھے تھے انہی خوبیوں نے آپ کو عزت اور فخر کا بلند درجہ عطا فرمایا۔

۸۔ آپ نے کشتی اسلام کی قیادت انتہائی کامیابی اور حفاظت سے کی اور چھوٹے بڑے لوگوں کو ہدایت دی۔

۹۔ میں آپ کے مناقب کے بیان سے عاجز ہوں آپ عظمت اور کثرت فضائل و محاسن میں بہت فوقیت رکھتے ہیں۔

۱۰۔ مجھے اپنے امام کی وفات پر غم اور افسوس ہے مگر کیا جائے یہ معاملہ وفات کا ہمارے اختیار میں نہیں ہے۔

۱۱۔ میرے پیارے امام اللہ تعالیٰ آپ کو جنت خلد میں داخل فرمائے۔ جس کے دروازے آپ کے لئے کھلے ہوئے ہیں۔ جس میں نہریں جاری ہیں۔

۱۲۔ اے ناصر اسلام اب آپ ہم میں خلیفہ مقرر ہوئے ہیں آپ کیسے ہی اچھے خلیفہ ہیں جن کا انتخاب ہوا ہے۔

۱۳۔ آپ ہمارے لئے تسلی اور امید ہیں اے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے آپ نیک لوگوں کے خاندان میں سے ہیں۔

۱۴۔ پیارے امام آپ لہراتے ہوئے جھنڈے کو لیکر آگے ہی بڑھتے جائیں اور اسے باطل پر حملہ آور آپ بلندیوں کو حاصل فرمائیں

۱۵۔ آپ حضرت رسول اکرم کے دین کی مدد کرنے والے ہیں۔ آپ سخی ہیں اور آپ کی بارش موسلا دھار ہے۔

(۳)

حمص (شام) سے محمد ندیم انصاری تحریر کرتے ہیں:۔

"انتہائی افسوس اور حسرت سے آپ کے والد المصلح الموعود اور خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر سنی۔ . . . .

. . . .

اللہ تعالیٰ حضور کو اپنے جوار میں اعلیٰ علیین کے مقام میں جگہ دے۔ العین تدمع والقلب یحزن وانا علی فراقہ لمحزونون انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی اور آپ کے خاندان کی خدمت میں تعزیت پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے انتخاب خلیفہ کو مبارک کرے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ کو آپ کے بزرگ دادا اور والد کے نقش قدم پر چلائے اور ساری دنیا میں آپ کی نصرت فرمائے اور آپ کے زمانہ مبارک میں اسلام اور احمدیت کو ترقی ہو اور آپ کے دشمنوں کو ناکام فرمائے

درخواست دعا:۔ مکرم عبد الرب صاحب ٹیچر تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ کو کافی دنوں سے نزلہ کی شکایت ہے جس کی وجہ سے وہ بیمار چلے آ رہے ہیں۔ احباب جماعت ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔ (بشیر احمد طاہر)

شعبہ تربیت کی طرف سے ایک اعلان کی ضروری وضاحت

مورخہ ۶۵/۱۱/۲۵ کے الفضل میں شعبہ تربیت مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی طرف سے ایک اعلان بعنوان "تمام مجالس خدام الاحمدیہ متوجہ ہوں" شائع ہوا ہے۔ اس اعلان میں مختلف مقامات میں مراکز نماز قائم کرنے کے بارہ میں کچھ کوائف دریافت کئے گئے ہیں۔ اس بارہ میں تمام عہدیداران مجلس یہ یاد رکھیں کہ مجالس خدام الاحمدیہ کے لئے کوئی الگ مراکز نماز یا مساجد قائم کرنا ہرگز مقصود نہیں۔ بلکہ صرف یہ مقصد ہے کہ خدام مقامی جماعتوں کے عہدیداران جماعت کے مرکزی انتظام سے مراکز نماز قائم کرنے میں پورا پورا ہاتھ بٹائیں اور اس اہم نیکی کے سلسلہ میں تعاونوا علی البر والتقویٰ کی ہدایت پر پوری طرح عمل کریں نیز جہاں بھی دو یا زائد خدام اکٹھے ہوں کوشش کی جائے کہ نماز باجماعت ادا ہو۔

(مرزا لطف الرحمٰن۔ معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فدیہ رمضان کی پہلی فہرست

مکرم سید داؤد احمد صاحب نائب ناظر خدمت درویشاں

رمضان المبارک کے بابرکت ایام آہستہ آہستہ گذرتے جا رہے ہیں۔ آجکل دوسرا عشرہ گذر رہا ہے۔ وہ اصحاب بہت ہی خوش نصیب ہیں جنہیں حقیقی رنگ میں روزہ رکھنے کی سعادت نصیب ہو رہی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ سب روحانی بہنوں اور عزیزوں کے روزے قبول فرمائے اور ان کی کمزوریوں کو اپنی ستاری کی چادر میں چھپاتے ہوئے اپنے حضور سے بہترین اجر کا وارث بنائے۔

وہ اصحاب جو حقیقی معذوری کی وجہ سے روزہ نہیں رکھ سکتے وہ فدیہ کی رقوم نظارت خدمت درویشاں میں مستحقین میں تقسیم کرنے کے لئے بھجوا رہے ہیں۔ ان کی پہلی فہرست شکریہ کے ساتھ شائع کی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے اور انہیں حسنات دارین سے نوازے۔

ایسے اصحاب جو فدیہ رمضان کی رقوم نظارت خدمت درویشاں کے ذریعہ تقسیم کرانے کا ارادہ رکھتے ہیں وہ براہ مہربانی یہ رقوم جلد تر بھجوا کر ممنون فرمائیں تاکہ اسی ہفتہ میں مستحقین کو دیا جا سکیں۔

۱۔ محمودہ بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری محمد شفیع صاحب گوجرانوالہ ۔۔ ۱۵-۰۰
۲۔ چوہدری محمد حسین صاحب معرفت مبشر میڈیکو ملتان ۔۔ ۳۰-۰۰
۳۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ ربوہ ۔۔ ۳۰-۰۰
۴۔ میاں محمد عبداللہ صاحب جلد ساز ربوہ ۔۔ ۱۵-۰۰
۵۔ صوفی محمد ابراہیم صاحب سابق ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ ۔۔ ۳۰-۰۰
۶۔ اہلیہ صاحبہ رشید احمد صاحب رشید بوٹ ہاؤس ربوہ ۔۔ ۲۰-۰۰
۷۔ عبدالستار صاحب انچارج پہریداران خزانہ ربوہ ۔۔ ۱۰-۰۰
۸۔ ڈاکٹر مرزا احسن بیگ صاحب لائلپور منجانب والدہ صاحبہ ۔۔ ۳۰-۰۰
۹۔ اہلیہ صاحبہ حکیم محمد عبدالعزیز صاحب گولبازار ربوہ ۔۔ ۲۰-۰۰
۱۰۔ بیگم ڈاکٹر بشیر احمد صاحب ڈار سیالکوٹ ۔۔ ۳۰-۰۰
۱۱۔ بشریٰ بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری رشید احمد صاحب لاہور ۔۔ ۳۰-۰۰
۱۲۔ آمنہ بشریٰ صاحبہ اہلیہ چوہدری خلیل احمد صاحب لاہور ۔۔ ۳۰-۰۰
۱۳۔ مسعودہ بیگم صاحبہ اہلیہ بابو عبدالعزیز صاحب ربوہ ۔۔ ۲۰-۰۰
۱۴۔ عزیزہ بی بی صاحبہ اہلیہ چوہدری غلام رسول صاحب ٹھیکیدار ربوہ ۔۔ ۲۰-۰۰
۱۵۔ صفیہ بی بی صاحبہ اہلیہ محمد عبداللہ صاحب ربوہ ۔۔ ۴۰-۰۰
۱۶۔ صدیقہ بی بی صاحبہ گنگاپوری ربوہ ۔۔ ۱۰-۰۰
۱۷۔ چوہدری محمد سعید صاحب ۱۴۵۔ ہیرآباد حیدرآباد ۔۔ ۴۰-۰۰
۱۸۔ ڈاکٹر خورجا احمد صاحب سمن آباد۔ لاہور ۔۔ ۳۰-۰۰
۱۹۔ چوہدری عطاء اللہ صاحب ایم اے لیکچرار ربوہ ۔۔ ۲۵-۰۰
۲۰۔ امۃ الحلیم صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر طاہر احمد صاحب چک ۱۲۱ ج ب ضلع لائلپور ۔۔ ۲۰-۰۰
۲۱۔ اہلیہ صاحبہ عبدالرحمٰن صاحب کارکن نظارت تعلیم ربوہ ۔۔ ۵-۰۰
۲۲۔ میاں محمد شریف صاحب پنشنر ای اے سی دارالصدر غربی ربوہ ۔۔ ۵۵-۰۰
۲۳۔ بیگم صاحبہ لیفٹننٹ کرنل ڈاکٹر محمود الحسن صاحب لاہور چھاؤنی ۔۔ ۳۰-۰۰
۲۴۔ عبدالمجید صاحب انبالوی بذریعہ مبشر احمد صاحب لائلپور ۔۔ ۱۵-۰۰
۲۵۔ عنایت بیگم صاحبہ اہلیہ بابو بشیر احمد صاحب گوجرانوالہ ۔۔ ۲۵-۰۰
۲۶۔ امۃ الرشید صاحبہ اہلیہ مرزا خلیل احمد صاحب ۔۔ ۳۰-۰۰
۲۷۔ بشریٰ صادقہ صاحبہ بنت قاضی عطاء اللہ صاحب لاہور ۔۔ ۴۰-۰۰
۲۸۔ صدیقہ بیگم صاحبہ گنگاپوری ۔۔ ۱۰-۰۰
۲۹۔ امۃ الحمید صاحبہ اہلیہ قاضی محمد رشید صاحب ربوہ ۔۔ ۱۰-۰۰

اب بھی وقت ہے

ہر ماہ کی کارگذاری کی رپورٹ اگلے ماہ کی ۱۵ تاریخ تک مرکز میں پہنچنی ضروری ہے۔ لہٰذا مجالس اطفال الاحمدیہ جلد اپنی ماہانہ رپورٹیں بھجوا دیں تا مرکز سے تعلق مضبوط ہو جائے۔

مہتمم اطفال الاحمدیہ — مرکزیہ

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی اور تزکیۂ نفس کرتی ہے

بی اے کے یونیورسٹی امتحان میں جامعہ نصرت ربوہ کی

۹ طالبات وظیفہ کی مستحق قرار پائیں

قارئین کرام کو گذشتہ ماہ جامعہ نصرت کی ایک ہونہار طالبہ فیروزہ فائزہ کی نمایاں کامیابی کا علم بذریعہ الفضل ہو چکا ہے اب ڈائریکٹر ایجوکیشن راولپنڈی ریجن کی تازہ ترین اطلاع کے مطابق مندرجہ ذیل طالبات کو بی اے کے امتحانات میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے کی بناء پر وظیفہ کا حقدار قرار دیا گیا ہے۔

نمبر شمار	نام طالبات	نمبر حاصل کردہ	مضمون
۱	فیروزہ فائزہ	۵۰۹	ٹوٹل میں اوّل
	”	۱۴۱	فلاسفی
	”	۱۶۸	عربی
۲	صغریٰ بیگم	۱۴۷	اسلامیات
۳	امۃ الحمید	۱۳۷	تاریخ
۴	عابدہ سلطانہ	۱۳۰	تاریخ
۵	طاہرہ دوحی	۱۲۵	تاریخ۔
۶	شاہدہ نسیم	۱۳۰	سوشل ورک
۷	امۃ الرشید اختر	۱۳۱	سوشل ورک
۸	طاہرہ نسرین	۱۲۹	سوشل ورک
۹	امۃ العزیز	۱۳۸	جغرافیہ

قارئین کرام سے استدعا ہے کہ وہ ادارہ ھذا کی مزید ترقیات کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

(پرنسپل جامعہ نصرت ربوہ)

استانی کی ضرورت

زنانہ مڈل سکول گھٹیالیاں کے لئے ایک میٹرک ایس وی ٹیچر کی ضرورت ہے۔ جو مڈل کلاسز کو پڑھا سکے۔ خواہشمند اپنی درخواستیں میرے نام بھجوائیں۔

(مریم صدیقہ۔ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ)

فطرانہ

عید سے پہلے فطرانہ کا ادا کرنا ہر مسلمان کے لئے لازمی ہے۔ اس کی شرح ہر فرد کے لئے ایک صاع غلہ ہے جس کی قیمت موجودہ نرخ کے حساب سے ایک روپیہ کے قریب ہے۔ لہٰذا فطرانہ کی شرح ایک روپیہ فی کس مقرر کی جاتی ہے۔ اگر کوئی شخص پوری شرح سے ادا کرنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو وہ نصف شرح سے ادا کر سکتا ہے لیکن یہ ضروری ہے کہ فطرانہ خاندان کے تمام افراد کی طرف سے ادا کیا جائے نوزائیدہ بچہ کی طرف سے بھی اس کے والدین مقررہ شرح سے فطرانہ ادا کریں۔

حسب سابق فطرانہ کی رقم کا دسواں حصہ براہ راست جناب پرائیویٹ سیکرٹری صاحب ربوہ کو بھجوایا جائے۔ ربوہ کے محلہ جات فطرانہ کی رقم کا چوتھا حصہ جناب پرائیویٹ سیکرٹری صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی نگرانی میں مرکز کے مستحق یتامیٰ مساکین اور نادار افراد میں تقسیم کیا جائے۔ باقی رقم مقامی غرباء میں تقسیم کی جائے۔ البتہ اگر کچھ رقم باقی بچ رہے۔ تو وہ رقم بھی جناب پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کو بھجوا دی جائے۔ چونکہ یہ رقم غرباء میں تقسیم کی جاتی ہے۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ فطرانہ رمضان کے شروع میں ادا کر دیا جائے۔

(ناظر بیت المال۔ ربوہ)

وصایا

ضروری نوٹ:۔ مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز اور صدر انجمن احمدیہ کی منظوری سے قبل صرف اس لئے شائع کی جا رہی ہیں تاکہ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو وہ دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ دن کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

۲۔ ان وصایا کو جو نمبر دیئے گئے ہیں وہ ہرگز وصیت نمبر نہیں ہیں بلکہ یہ مثل نمبر ہیں وصیت نمبر صدر انجمن احمدیہ کی منظوری حاصل ہونے پر دیئے جائیں گے۔

۳۔ وصیت کنندگان سیکرٹری صاحبان مال اور سیکرٹری صاحبان وصایا اس بات کو نوٹ فرمالیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ ربوہ)

مثل نمبر ۱۸۰۰۱ میں محمد انور ولد جواہر الدین قوم جٹ پیشہ تجارت عمر ۲۹ سال پیدائشی احمدی ساکن چک نمبر ۱۲۸ - ۹ ایل ڈاکخانہ چک نمبر ۱۲۰ - ۹ ایل ضلع منٹگمری۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۲/۱۰/۶۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ مجھے اس وقت بذریعہ تجارت ماہوار آمد مبلغ ایک سو روپیہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ کرتا رہوں گا اس کے بعد اگر کوئی جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جس قدر ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور کی جائے۔ العبد محمد انور ولد چوہدری جواہر الدین صاحب چک ۱۲۸ ۹-ایل ضلع منٹگمری

گواہ شد:۔ محمد ابراہیم ولد چوہدری کرم دین قوم جٹ پنشنر حال انسپکٹر وصایا ربوہ

گواہ شد:۔ بدرالدین انسپکٹر تحریک جدید

مثل نمبر ۱۸۰۰۲:۔ میں عظمت صدیقہ زوجہ رانا عبدالستار خاں صاحب قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۱۷ سال پیدائشی احمدی ساکن ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۵ فروری ۱۹۶۵ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔

اس وقت میری جائداد حسب ذیل ہے میرا حق مہر مبلغ بارہ صد روپے جو کہ میں بصورت زیورات وزنی پانچ تولہ اور ایک عدد کڑے طلائی وزنی تین تولے کل وزنی آٹھ تولہ جس کی مجموعی قیمت ۱۱۸۰/- روپیہ بنتی ہے اور نقد مبلغ ایک سو بیس روپے کل مبلغ بارہ صد (۱۲۰۰/-) روپے بحق مہر اپنے خاوند سے وصول کر چکی ہوں۔ نیز اس کے علاوہ تین انگوٹھیاں طلائی وزنی ۹ ماشہ صرف اور ایک جوڑی بالیاں طلائی وزنی تین ماشہ صرف اور دو جوڑی کانٹے طلائی وزنی دو تولہ صرف اور ایک ٹکہ طلائی ڈیڑھ تولہ اور ایک نتھ طلائی ڈیڑھ تولہ کل وزن سونا چھ تولہ در ۱۲۵/- روپے فی تولہ مبلغ ۷۵۰/- روپیہ ہوتے ہیں اور ایک جوڑی کنگنے نقرئی وزنی دس تولہ اور ایک جوڑی پازیب نقرئی وزنی پندرہ تولہ کل وزن چاندی ۲۵ تولہ در دو روپے فی تولہ مبلغ ۵۰/- روپیہ ہوتے ہیں پس اس وقت موجودہ جائداد کل دو ہزار روپیہ ہے لہٰذا میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ ضلع جھنگ کرتی ہوں نیز اگر اس کے بعد میں کوئی اور جائداد پیدا کروں یا آمد کی کوئی صورت پیدا ہو جائے تو اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ انجمن مذکور کو ادا کروں گی۔ نیز بوقت وفات اگر اس کے علاوہ میری کوئی اور جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ضلع جھنگ ہوگی۔ اس وقت میری کوئی آمد نہیں۔ الامۃ مسماۃ عظمت صدیقہ اہلیہ رانا عبدالستار خاں مکان ۲۴/۶ محلہ دارالنصر غربی ربوہ۔

گواہ شد:۔ رانا عبدالستار خاں خاوند موصیہ بقلم خود مکان ۲۴/۶ محلہ دارالنصر غربی۔

گواہ شد:۔ صوفی عبدالغفور موصی ۱۲۳۸۱ شاہی چوک مکان نمبر ۱۳۵ کالونی غلام محمد آباد لائلپور

مثل نمبر ۱۸۰۰۳:۔ میں رفیق احمد جاوید ولد مکرم محمد لطیف صاحب قوم صنجرہ (جٹ) پیشہ تعلیم عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن ہوسٹل جامعہ احمدیہ ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۵ اکتوبر ۱۹۶۵ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت کوئی جائداد نہیں۔ میری ماہوار آمد بصورت جیب خرچ ہے جو مجھے اپنے والد محترم کی طرف سے مبلغ بیس روپے صرف ماہانہ ملتا ہے۔ میں اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اس کے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت ۱۵ اکتوبر ۱۹۶۵ء سے ہی منظور فرمائی جائے۔ العبد رفیق احمد جاوید ہوسٹل جامعہ احمدیہ ربوہ۔ گواہ شد۔ ملک مبارک احمد سپرنٹنڈنٹ ہوسٹل جامعہ احمدیہ۔

گواہ شد۔ محمد اعظم اکسیر زعیم ہوسٹل جامعہ احمدیہ ربوہ۔

مثل نمبر ۱۸۰۰۴:۔ میں حافظ محمد سعید ولد سلطان احمد صاحب قوم گوندل پیشہ مزدوری عمر ۳۹ سال بیعت ۱۹۵۶ء ساکن مونگ ضلع گجرات بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۱/۱/۶۵ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔

میری جائداد اس وقت کوئی نہیں میری ماہوار آمدنی اس وقت ۳۰/- روپے ہے میں اپنی ماہوار آمدنی جو بھی ہوگی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اس کے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو یا بوقت وفات میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد نشان انگوٹھا حافظ محمد سعید سکنہ مونگ ضلع گجرات حال مہمان خانہ ربوہ

گواہ شد:۔ محمد الدین سیکرٹری وصایا دارالصدر شرقی ربوہ

گواہ شد:۔ عبدالرحمن شاکر کارکن دفتر بہشتی مقبرہ۔ ربوہ

مثل نمبر ۱۸۰۰۵:۔ میں غلام مصطفیٰ خان ولد حاجی نواب خان قوم راجپوت پیشہ کاشتکاری عمر ۲۶ سال پیدائشی احمدی ساکن چک ۸۸ ج ب حبانہ ضلع لائلپور۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۰ مئی ۱۹۶۵ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے:۔

(۱) اراضی زرعی ۱۲½ ایکڑ مربع نمبر ۶۲ چک ۸۸ ج ب حبانہ تحصیل وضلع لائلپور جس کی بازاری قیمت مبلغ ۵۰۰۰/- روپے ہے میں اپنی اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کرتا ہوں

(۲) اس کے علاوہ میری کوئی جائداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے۔ اگر اس کے علاوہ میری کوئی جائداد ہوگی تو میں حصہ آمد ۱/۱۰ ادا کروں گا تو وہ رقم منہا کر دی جائے گی (جائداد کی قیمت کے طور پر)

(۴) اگر اس کے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا

(۵) جو جائداد میری بوقت وفات ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان ہوگی۔

العبد:۔ غلام مصطفیٰ خان بقلم خود چک ۸۸ ج ب حبانہ ضلع لائلپور۔

گواہ شد:۔ برکت علی بقلم خود پریذیڈنٹ

گواہ شد:۔ رشید احمد باجوہ چک ۸۸ ج ب حبانہ ضلع لائلپور

کیل۔ چھائیوں۔ پھوڑے۔ پھنسی خارش اور اگزیما کے لئے۔

برنافہ کریم فی ٹیوب ایک روپیہ ۲۵ پیسے

طبیب دوستوں کے تجربہ فرمائیں

بارکردہ:۔ اوپل کیمیکل انڈسٹریز رحمت روڈ گجرات

اہم اطلاع

۵۰۰ ٹن بینٹو نائٹ کلے (BENTONITE CLAY) بشکل سفوف (جو کہ فاؤنڈری میں مولڈنگ سینڈ کی تیاری کے لئے بہت ضروری ہے) کے لئے تمام ممکنہ فراہم کنندگان کو بتاریخ ۳ جنوری ۱۹۶۶ء ایک انکوائری جاری کر دی گئی ہے۔

جن فراہم کنندگان کو یہ انکوائری موصول نہیں ہوئی اور وہ فراہم کرنے کی پوزیشن میں ہیں چیف کنٹرولر آف پرچیز، پی ڈبلیو ریلوے ایمپریس روڈ لاہور یا ڈسٹرکٹ کنٹرولر آف پرچیز (انسپکشن) پی ڈبلیو آر کراچی چھاؤنی کو فوری طور پر درخواست دے دیں۔ تاکہ انہیں بلا معاوضہ ٹنڈر انکوائری کا اجراء کیا جائے جو کہ ۱۹ جنوری ۱۹۶۶ء بوقت ۸½ بجے کھولی جائے گی۔

یہ ٹنڈر انکوائری ہمارے قبل ازیں مشتہرہ ٹنڈر نمبر ۶۵-۱/۰۰/۳۵ اور ۶۵-۱/۱۶۹/۳۰ جو بالترتیب ۷ جون ۶۵ء اور ۲۷ ستمبر ۶۵ء کو کھلے تھے، کی بجائے جاری کی گئی ہے۔

(۷) ۵۵

دعاؤں کی بنیاد محبت پر ہے انسان کو محبت کے تحت خدا سے مانگنا چاہیئے

اصل مدعا یہ ہو کہ خدا مل جائے اس کے علاوہ جو کچھ ملتا ہے وہ اسی کا فضل ہوتا ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دعا کے ایک نہایت اہم طریق کو واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"خدا تعالیٰ رمضان کے ذکر میں فرماتا ہے واذا سالک عبادی عنی فانی قریب میرے بندے اگر میرے بارے میں سوال کریں تو انہیں کہو کہ میں تو بالکل قریب ہوں۔ اس میں یہ حکمت بیان کی گئی ہے کہ انسان کو اپنی زندگی کی بنیاد محبت پر رکھنی چاہیئے۔ اور دعاؤں کی بنیاد بھی محبت پر ہے۔ دعا انسان اس لئے نہ مانگے کہ مجھے یہ چیز مل جائے یا وہ چیز مل جائے بلکہ اس لئے مانگے کہ اگر خدا تعالیٰ سے نہ مانگوں تو اور کس سے مانگوں نیتوں سے کاموں کے انجام میں بھی بڑا فرق پڑ جاتا ہے۔ بسا اوقات انسان ایک چیز اس لئے مانگتا ہے کہ تعلق پیدا ہو جائے۔ ماں باپ سے بچہ بسا اوقات اسی غرض سے سوال کرتا ہے۔ بچہ جب ماں باپ سے کوئی چیز مانگتا ہے تو اس لئے کہ اس کا دل چاہتا ہے کہ ماں باپ سے مانگوں اور ان سے چمٹوں ورنہ اس چیز کی اسے ضرورت نہیں ہوتی اس وقت اتنی خواہش بچہ کو اس چیز کی نہیں ہوتی جو مانگ رہا ہوتا ہے جتنی ماں کی گود میں بیٹھنے یا باپ سے پیار کرانے کی ہوتی ہے۔

تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے جب میرے بندے میرے متعلق سوال کریں تو اس کی غرض خدا کو پانا ہو نہ کہ کوئی اور چیز حاصل کرنا پس جو سوال کرے اور کچھ مانگے اس کی حرص پر بنیاد نہ ہو بلکہ محبت پر ہو وہ سمجھے اگر فلاں چیز نہیں ملتی تو نہ ملے خدا سے باتیں تو ہو جائیں گی۔ میں اس قسم کی ایک مثال سناتا ہوں جس سے محبت کا ثبوت ملتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کا وقت جب قریب آیا اور آپ نے بعض رؤیا کی بناء پر معلوم کر لیا کہ میری وفات قریب ہے تو آپ نے ایک مجلس میں فرمایا میں چاہتا ہوں مجھ پر کسی کا حق نہ رہے اس لئے اگر کسی کو مجھ سے کوئی ایسی تکلیف پہنچی ہو جو ناجائز ہو تو آج مجھ سے اس کا بدلہ لے لے تا قیامت کے دن مجھ پر اس کا حق نہ رہے۔ صحابہ نے مختلف کیفیات قلبی کے ماتحت اس بات کو مختلف رنگ میں سمجھا اور فائدہ اٹھایا کسی نے تو اس سے یہ سمجھا کہ اب آپ کی وفات کا وقت قریب ہے کسی نے سمجھا کیا اعلےٰ بات فرمائی ہے۔ کسی نے سمجھا کیا اعلیٰ ...

کرنے کا۔ غرض ہر ایک نے اپنے اپنے رنگ میں فائدہ اٹھایا کہ اسی دوران میں ایک صحابی کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔ یا رسول اللہ ایک دفعہ مجھے آپ سے تکلیف پہنچی تھی میں اس کا بدلہ لینا چاہتا ہوں۔ یہ سن کر صحابہ کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔ انہوں نے خیال کیا ہوگا اس نے کیسی بیہودہ بات کہی ہے اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کس قدر گستاخی کی ہے۔ کئی اس پر دانت پیستے ہوں گے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے وقت ہی اسے اپنا بدلہ لینے کا خیال آیا اور اس کا اس نے مطالبہ کر دیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اچھا بتاؤ کیا بات ہے اس نے کہا یا رسول اللہ ایک دفعہ آپ جنگ کے موقعہ پر صف بندی فرما رہے تھے تو آپ کی کہنی میری پیٹھ پر لگی تھی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم بھی مار لو۔ اس نے کہا یا رسول اللہ اس وقت میرا بدن ننگا تھا۔ مگر آپ کے جسم پر کپڑا ہے آپ نے کپڑا اٹھا دیا اور کہا لو اب مار لو۔ یہ دیکھ کر ...

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مطہر کو بوسہ دیتے ہوئے کہا میں نے سمجھا تھا حضور کی وفات قریب ہے پھر اس مبارک جسم کو دیکھنے کا موقع نہ ملے گا اس لئے ایک دفعہ تو اسے چوم لوں۔

دیکھو اس صحابی کا بھی یہ مانگنا تھا اور اپنا حق مانگنا تھا مگر اس کی اصل غرض رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارک کو دیکھنا اور بوسہ دینا تھی تو بسا اوقات انسان ایک چیز مانگتا ہے مگر اس کی اصل غرض قرب اور محبت حاصل کرنا ہوتی ہے میں نے دیکھا ہے باہر سے دوست آتے ہیں اور کہتے ہیں بہت ضروری کام ہے جس کے لئے ملنا چاہتے ہیں لیکن جب ملتے ہیں تو کہتے ہیں یہی کام تھا کہ آپ سے ملنا چاہتے تھے تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے اذا سالک عبادی فانی قریب۔ جس وقت میرے بندے میری بابت سوال کریں۔ یہ سوال نہیں کہ یہ ملے اور وہ ملے بلکہ ان کا مقصد یہ ہو کہ خدا ملے باقی جو کچھ ملے وہ سب زائد ہے تو ان سے کہو میں ان کے قریب ہوں بسا اوقات نتیجہ نکلنے آتی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جتنی تڑپ ہو کہ خدا کہاں ہے اتنا ہی خدا نزدیک ہوتا ہے تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے میرا حاصل کرنا مانگنے پر منحصر ہے مجھے پکارو تو میں آ جاؤں گا۔ میں تو خود اس کا منتظر ہوں کہ آواز دو تو میں آؤں۔"

الفضل
۹ر اپریل ۱۹۲۶ء

بھارتی وزیر اعظم لال بہادر شاستری کا تاشقند میں انتقال ہو گیا

ان کی میت ہوائی جہاز میں تاشقند سے نئی دہلی لائی جا رہی ہے

گلزاری لال نندہ نے وزارت عظمیٰ کے عہدہ کا حلف اٹھا لیا

تاشقند ۱۱ر جنوری۔ ہندوستان کے وزیر اعظم مسٹر لال بہادر شاستری پر کل تاشقند میں آدھی رات کے تھوڑی دیر بعد دل کا دورہ پڑا اور آنا فاناً ان کا انتقال ہو گیا۔ ان کی عمر ۶۱ سال تھی۔ میت ایک خاص ہوائی جہاز کے ذریعہ تاشقند سے نئی دہلی لائی جا رہی ہے

آدھی رات کو مسٹر شاستری نے دل میں درد کی شکایت کی فوراً ہی ان کے ذاتی ڈاکٹر کو دوسرے کمرہ سے بلایا گیا جس نے مصنوعی سانس دلانے کی کوشش کی دریں اثناء روسی ڈاکٹر بھی طلب کئے گئے لیکن ان کے پہنچتے پہنچتے مسٹر شاستری چل بسے۔

مرنے سے تین گھنٹے پہلے مسٹر شاستری بالکل ہشاش بشاش تھے اور انہوں نے صدر ایوب کے ہمراہ اس ڈنر میں شرکت کی تھی جو روسی وزیر اعظم مسٹر کوسیجن نے ان دونوں کے اعزاز میں دی تھی۔ ڈنر کے بعد مسٹر شاستری نے اپنے گھر فون کیا۔ جس میں انہوں نے اپنی بیگم صاحبہ کو اطلاع دی کہ میں بالکل بخیریت ہوں اور کل دہلی پہنچنے والا ہوں۔

روسی وزیر اعظم مسٹر کوسیجن ہوائی جہاز کے ذریعہ نئی دہلی روانہ ہو رہے ہیں جہاں وہ مسٹر شاستری آنجہانی کی آخری رسوم میں شرکت کریں گے جو کل مورخہ ۱۲ر جنوری کو ادا کی جائیں گی۔

مسٹر کوسیجن۔ مسٹر شاستری کے انتقال کے آدھ گھنٹہ بعد ان کی قیام گاہ پر پہنچے اور انہوں نے ہندوستان افسروں سے کہا مسٹر شاستری ہمارے زمانہ میں ایک انسان دوست شخصیت تھے ان کی وفات پر صدر پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خان، ملکہ الزبتھ، صدر جانسن، مسٹر ولسن اور دوسرے عالمی لیڈروں نے تعزیت کے پیغام ارسال کئے ہیں۔

مسٹر شاستری آج سے اٹھارہ ۱۸ ماہ پیشتر پنڈت جواہر لال نہرو آنجہانی کی وفات پر ہندوستان کے وزیر اعظم بنے تھے۔ انہیں ۱۹۵۲ء میں بھارت کی مرکزی کابینہ میں شامل کیا گیا اور ریلوے کا محکمہ ان کے سپرد ہوا۔ سنہ ۶۱ء میں وہ وزیر داخلہ بنے اور سنہ ۶۴ء میں وزیر بے محکمہ کی حیثیت سے کابینہ میں شامل ہو کر نائب وزیر اعظم کے طور پر کام کرنے لگے۔ پھر پنڈت نہرو کی وفات کے چھ دن بعد وہ وزیر اعظم بنا دیئے گئے اب ان کی وفات کے بعد مسٹر گلزاری لال نندہ نے وزارت عظمیٰ کے عہدہ کا حلف اٹھایا ہے۔

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۸